جناب محمد خالد سیف

قسطِ اوّل

شہادۃُ المحدودِ فی القذف

اس مسئلہ میں علماء سلف وخلف کا اختلاف ہے کہ جس انسان کو قذف کے ارتکاب کی پاداش میں حد لگائی گئی ہو، اس کی شہادت مقبول ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں چار مذہب مشہور ہیں:۔

اول۔ حد سے قبل اور توبہ کے بعد شہادت مقبول ہوگی۔ یہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور جمہور کا مسلک ہے۔

دوم۔ قاذف کی شہادت حد سے قبل یا بعد کبھی بھی قابلِ قبول نہیں۔ یہ قاضی شریحؒ کا مذہب ہے۔

سوم۔ حد سے قبل تو شہادت مقبول ہوگی۔ مگر بعد میں نہیں اگرچہ وہ تائب ہی کیوں نہ ہو جائے یہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے۔

چہارم۔ حد سے قبل تو نہیں البتہ حد کے بعد شہادت تسلیم کی جائے گی۔ یہ مسلک امام ابراہیم نخعی کا ہے۔ [1]

اس اختلاف کا دار و مدار قرآن مجید کی ان آیات پر ہے:۔

---

[1] احکام القرآن لابن العربی ج ۲ ص ۸۸

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝[1]

اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں۔ ان کو اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو اور وہ فاسق ہیں مگر وہ لوگ جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں۔

قاذف کے متعلق یہاں تین احکام بیان کیے گئے ہیں:

۱۔ کوڑے لگانا
۲۔ شہادت کا قبول نہ کرنا
۳۔ فاسق ٹھہرانا

اور "الا الذین تابوا" کے استثناء میں اختلاف ہے کہ ان تینوں احکام میں سے اس کا تعلق کس کے ساتھ ہے۔ اس پر تو علماء کا اتفاق ہے کہ پہلے حکم کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس کا تعلق آخری حکم یعنی فسق کے ساتھ باقی ہے لیکن دوسرے حکم کے متعلق اختلاف ہے کہ آیا "الا الذین تابوا" کا تعلق اس حکم سے بھی ہے یا نہیں؟ چنانچہ قاضی شریح رحمہ اللہ، حسن بصری رحمہ اللہ، سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا یعمل الاستثناء فی رد شهادته وانما یزول فسقه عند الله تعالیٰ واما شهادة القاذف فلا تقبل البتة ولو تاب واکذب نفسه[2]

یعنی یہ استثناء رد شہادت میں عامل نہیں ہے (وہ مردود الشہادت رہے گا) اور عنداللہ وہ فاسق نہ ہوگا اور قاذف کی شہادت تو کبھی بھی قابل قبول نہ ہوگی۔ خواہ وہ توبہ کرے اور اپنی تکذیب بھی کر دے۔

---

[1] سورۂ نور آیت ۴، ۵
[2] تفسیر قرطبی۔ ج ۱۲۔ ص ۱۷۹

حضرت سعید بن جبیرؒ، سعید بن مسیبؒ، مکحولؒ، ابن سیرینؒ، عبدالرحمانؒ بن زید، حسنؒ بن صالح، زفرؒ، ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ جیسے جلیل القدر فقہاء بھی اس مسئلہ میں مذکورہ گروہ کے ہم نوا ہیں۔

اور جمہور کا مسلک یہ ہے:۔

الاستثناء عامل فی رد الشهادة فاذا تاب القاذف قبلت شهادته مطلقاً قبل الحد و بعده وهو قول عامة الفقهاء [1]

یعنی استثناء رد شہادت میں بھی عامل ہے۔ جب قاذف توبہ کرلے تو اس کی شہادت حد سے قبل اور بعد مطلقاً قبول کی جائے گی۔ اکثر فقہاء کا یہی مذہب ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ گناہ گار انسان جب توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ .... الاٰية [2]

اور وہ لوگ جو کوئی بے حیائی کا کام کر لیتے ہیں یا اپنے نفسوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرلیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخشتا ہو اور وہ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ ان لوگوں کی جزا ان کے رب کی طرف سے بخشش ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے:۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا

---

[1] تفسیر قرطبی جلد ۱۲ ص ۱۷۹

[2] آل عمران۔ آیت ۱۳۵، ۱۳۶

رَّحِیۡمًا ۝ [1]

جو کوئی برا کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے تو وہ اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم پائے گا۔

اور تیسری دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ [2]

کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے، جس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔

اور چوتھی دلیل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

التوبۃ تجب ما قبلھا کہ توبہ سابقہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔

اور پانچویں دلیل یہ ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے مقدمہ میں جب ابوبکرہ، نافع بن حارث شبل بن معبد اور زیاد حاضر ہوئے تو زیاد کے شہادت نہ دینے کے پیش نظر جب باقی تینوں کو حضرت فاروق اعظمؓ نے حدِ قذف لگائی تھی تو آپ نے ان حضرات سے فرمایا تھا کہ:

"اگر تم توبہ کر لو تو تمہاری شہادت قابل تسلیم ہوگی ورنہ نہیں"

چنانچہ نافع اور شبل نے توبہ کر لی مگر حضرت ابوبکرہؓ نے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے ان کی شہادت کو قابلِ تسلیم قرار دیا اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو ناقابلِ تسلیم۔ بلکہ یہی فرمایا:

"تب اقبل شہادتک" [3]

اور فاروقِ اعظمؓ کے اس قول کا کسی بھی صحابی نے انکار نہیں کیا تو یہ بات گویا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع سے پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ توبہ کے بعد محدود کی شہادت قابلِ تسلیم ہے اور پھر جب دیگر کبائر کے مرتکب کی شہادت توبہ کے بعد مقبول ہے تو

---

[1] النساء، آیت ۱۱۰

[2] ابن ماجہ

[3] المغنی لابن قدامہ ج ۲، ص ۷۵، احکام لابن العربیؒ ج ۲، ص ۸۵، المحلی ج ۹، ص ۴۳۱
تفسیر سورۂ نور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ص ۴۳

محدود فی القذف کی شہادت مردود کیوں؟

حافظ ابن حزمؒ اسی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے حبر امت حضرت ابن عباسؓ کا یہ اثر نقل فرماتے ہیں:۔

"القاذف اذا تاب فشهادته عند الله عز وجل فی کتابه تقبل"

قاذف جب توبہ کرلے تو وہ عند اللہ مقبول الشہادت ہے۔

اور اس کے بعد فرماتے ہیں کہ:۔

"ایسے ہی یہ قول حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم، عبیداللہ بن عبداللہ، عطاء، طاؤس، مجاہد، ابن ابی نجیح، شعبی، زہری، حبیب بن ابی ثابت، عمر بن عبداللہ انصاری، سعید بن مسیب، عکرمہ، سعید بن جبیر، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، سلیمان بن یسار، ابن قسط، یحییٰ بن سعید، ربیعہ، شریح عثمان البتی، ابن ابی لیلیٰ، مالک، شافعی، ابوثور، ابوعبید، احمد، اسحاق جیسے ارباب علم وفضل سے منقول ہے۔" رحمهم الله تعالیٰ اجمعین [1]

میں کہتا ہوں کہ یہی مسلک امیر المومنین فی الحدیث، رئیس المحدثین اور سید الفقہاء حضرت امام بخاریؒ کا بھی ہے اور آپ نے دلائل وبراہین کے ساتھ اسی مسلک کو صحیح ثابت کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے "الجامع الصحیح" کے "باب شهادة القاذف والسارق والزانی" الخ کے ترجمہ میں سب سے پہلے سورۂ نور کی آیت "الا الذین تابوا" الآیۃ کو ذکر فرمایا ہے۔ کیوں شہادت کے جواز کے قائلین کی یہ ایک مضبوط ترین دلیل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام بھی جمہور کی طرح یہاں استثناء کو عامل تصور فرماتے ہیں اور اس مسلک کی تائید حبر الامت حضرت ابن عباسؓ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جسے امام بیہقیؒ نے علی بن ابی طلحہ کے واسطہ سے ذکر کیا ہے کہ آپ نے "الا الذین تابوا" کے بعد فرمایا:۔

فمن تاب واصلح فشهادته فی کتاب الله تقبل [2]

---

[1] المحلی، ج ۹، ص ۴۳۲

[2] السنن الکبری ص ۱۵۲ ج ۱۰

اس کے بعد حضرت امام بخاریؒ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے واقعہ کی طرف اشارہ کرکے اس سے بھی اپنے مذہب کو تقویت پہنچائی ہے۔ اس واقعہ کو امام شافعیؒ نے "الام" میں عمر بن شیبہؒ نے "اخبار البصرۃ" میں، امام بیہقیؒ نے "السنن الکبریٰ" میں۔ امام حاکم نے "المستدرک" میں اور امام طبرانیؒ نے شبل بن معبد کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔ امام طبرانیؒ، قرطبیؒ اور ابن العربی نے بھی اپنی اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے۔ اس قصہ میں محل استشہاد جناب فاروق اعظمؓ کا درج ذیل قول ہے:

"من تاب قبلت شهادته"　　جو توبہ کرے میں اس کی شہادت کو مقبول سمجھونگا

اس کے بعد حضرت امامؒ نے ایک درجن سے زائد ارباب علم و فضل، جلیل القدر، عظیم المرتبت ائمہ دین کے اسماء گرامی شمار کرائے جن میں سے ہر ایک "کالبحر لا ساحل لہ" کا مصداق ہے اور یہ تمام حضرات محدود فی القذف کی شہادت کو قابلِ تسلیم قرار دیتے ہیں۔ ان میں سے عبد اللہ بن عتبہؒ، عمر بن عبد العزیزؒ، سعید بن جبیرؒ، طاؤسؒ، مجاہد اور امام شعبیؒ کے آثار کو امام طبری نے اپنی تفسیر "جامع البیان عن تاویل آی القرآن" میں اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے اور عکرمہؒ مولیٰ عباسؓ کے اثر کو امام بغویؒ نے "الجعدیات" میں، امام زہریؒ کے اثر کو امام مالکؒ نے مؤطا میں اور امام طبریؒ نے اپنی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے امام ثوریؒ کا اثر بقول حافظ ابن حجرؒ ان کی "الجامع" میں موجود ہے۔ غرضیکہ حضرت امام بخاریؒ بھی محدود فی القذف کے مقبول الشہادت ہونے کے قائل ہیں جیسا کہ ان کی مایۂ ناز، شہرہ آفاق، کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین "الجامع الصحیح" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے اور یہی جمہور کا مسلک ہے جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا جاچکا ہے۔

البتہ امام مالکؒ تھوڑا سا اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"جس فعل کی وجہ سے اسے حد لگی ہے۔ خاص اس فعل میں اس کی شہادت مردود ہے اور دیگر امور میں مقبول"

لیکن امام صاحب سے قبل کسی نے یہ فرق نہیں کیا لہذا آپ کی یہ بات ناقابل اعتبار ہے۔

(باقی آئندہ)